سوال

(228)مرحوم کے ورثاء دو بیٹیاں

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص بنام محمد علی سنجرانی نے اپنی زندگی میں ہی ایک وصیت نامہ لکھا جس میں باور کروایا کہ اس کی اولاد صرف دو بیٹیاں حکیماں اور ملکاں ہیں ان دو کے علاوہ اور کوئی اولاد نہی، لہذا میری وفات کے بعد میری ساری جائیداد میری ان دو بیٹیوں کو ہی دی جائے۔ جب محمد علی فوت ہوا تو اس نے درج ذیل ورثاء چھوڑے دو بیٹیاں، ایک بیوی مسمات سیانی اور ایک بھتیجا ولی محمد۔ اب عرض یہ ہے کہ مرحوم کی تحریر کردہ وصیت نامے ی حیثیت شریعت کے مطابق وصیت نامہ کی ہے یا ہبہ کی، نیز مرحوم کی جائیداد کو ورثاء میں کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مذکورہ صورت میں مرحوم محمد علی کی وصیت اپنی بیٹیوں کے حق میں بالکل باطل اور ناقابل مردود ہے کیونکہ دونوں بیٹیاں وارث ہیں اور وارث کے لیے وصیت نہیں کی جاسکتی: ((لاوصیة لوارث)) (الحدیث) اس لیے اس وصیت کی کوئی حیثیت نہیں، بتائی ہوئی صورت میں مرحوم کی ملکیت میں سے پہلے کفن دفن کا خرچہ، دوسرے نمبر پر قرضہ کی ادائیگی کی جائے گی اگر قرضہ ہے تو پھر بعد میں باقی ملکیت کو ایک روپیہ تصور کر کے میت کے ورثاء میں اس طرح سے تقسیم ہوگی۔

بیوی مسمات سیانی 2 آنے، دو بیٹیوں کو 10 آنے 8 پیسے باقی بچے 3 آنے 4 پیسے وہ بھتیجے کو دیے جائیں گے اس طرح کی تقسیم قرآن مجید اور حدیث مبارکہ میں وضاحت سے بیان ہوئی ہے۔

مندرجہ بالا سوال کی موجودہ اعشاری نظام میں یوں بھی تقسیم کیا جاسکتا ہے کہ اگر میت کا ترکہ 100 روپے شمار کیا جائے تو ہر وارث کا حصہ یہ ہوگا۔

بیوی 1/8=12.5

دو بیٹیاں 2/3=66.66 فی کس 33.33

بھتیجا 20.84

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر635

محدث فتویٰ